# حجة الوداع

<"xml encoding="UTF-8?>

حِجَّۃُ الوَداع پیغمبر اکرمؐ کے آخری حج کو کہا جاتا ہے جس میں آپ نے مختلف اسلامی مناطق سے آئے ہوئے مسلمانوں سے وداع فرمایا تھا۔

رسول اکرمؐ نے مدینہ ہجرت کے بعد عمرہ کی نیت سے تین اور حج کی نیت سے صرف ایک دفعہ یعنی رحلت سے کچھ عرصہ پہلے مکہ کا سفر فرمایا۔
شیعوں کے مطابق پیغمبراکرمؐ نے اس سفر سے واپسی پر خدا کے حکم سے غدیر خم کے مقام پر حضرت علیؑ کی امامت اور ولایت کا اعلان فرمایا اور وہاں موجود تمام مسلمانوں سے حضرت علیؑ کی بیعت کرنے کا حکم دیا اس بنا پر یہ حج شیعہ تاریخ میں ایک اہم واقعہ شمار ہوتا ہے۔
اس حج کا دوسرا نام حِجَّۃُالبَلاغ ہے کیونکہ اس سفر سے واپسی کے وقت رسول خداؐ پر آیت تبلیغ نازل ہوئی۔
اسی طرح اسے حِجَّۃُالاسلام بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ واحد حج ہے جسے پیغمبر اکرمؐ نے اسلامی معاشرے کی قیام کے بعد اسلامی احکام کے تحت ادا فرمایا تھا۔
آیت تبلیغ
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ  وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ  إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

ترجمہ: اے پیغمبر ! جو اللہ کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے، اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اس کا کچھ پیغام پہنچایا ہی نہیں اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا، بلاشبہ اللہ کافروں کو منزل تک نہیں پہنچایا کرتا۔ سورہ مائدہ آیت 67۔

اکمال دین اور اتمام نعمت
الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا
ترجمہ: آج کافر لوگ تمہارے دین کی طرف سے نااُمیدہو گئے ہیں تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کر لیا۔ سورہ مائدہ آیت 3۔

سفر کا آغاز
اعلان حجّ

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو تو وہ آئیں گے تمہاری آواز پر پیادہ پا اور ہر لاغر سواری پر کہ آئیں گی (وہ سواریاں) ہر دور دراز راستے سے۔

سورہ حج آیت 27۔
معاویہ بن عمار کی ایک مفصل حدیث میں آیا ہے کہ امام جعفر صادق(ع) نے فرمایا:[1]

رسول خداؐ ہجرت کے بعد 10 سال مدینہ میں مقیم رہے اور حج کے لئے نہیں گئے لیکن جب اعلان حج کی آیت: وَأَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو)[؟–؟][2]

نازل ہوئی تو آپؐ نے اعلان کیا کہ امسال حج کے لئے مکہ جائیں گے۔ مدینہ کے باشندے اور بادیہ نشین سب مدینہ میں جمع ہوئے تاکہ رسول اللہؐ کے ساتھ حج ادا کریں۔ سنہ 10 ہجری کے ماہ ذوالقعدۃ الحرام کے چار دن باقی تھے جب آپؐ مکہ روانہ ہوئے۔[3]
اہل سنت کی کتب میں ہے کہ آپؐ نے ذوالْحُلَیفہ کی میقات میں ایک رات گذاری اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے[4]۔[5]۔[6] تاہم امام صادق(ع) کے مطابق آپؐ میقات پہنچے تو اسی دن محرِم ہوئے اور میقات میں ٹہرے بغیر مکہ روانہ ہوئے۔[7]
حج کے اعلان عام کے بعد مہاجرین اور انصار اور حتی کہ مکہ کے اطراف اور یمن کے عوام مکہ روانہ ہوئے تاکہ اعمال حج کو براہ راست رسول اللہؐ سے سیکھ لیں اور آپؐ کے پہلے باضابطہ حج میں آپؐ کے ساتھ رہیں۔ اور پھر آپؐ نے یہ اشارے بھی دیئے تھے کہ یہ آپؐ کا آخری حج ہے چنانچہ مسلمان دوہرے اشتیاق کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

ایک لاکھ بیس ہزار افراد (اور بعض روایات کے مطابق اس سے بھی زیادہ) مسلمانوں نے مراسمات حج میں شرکت کی؛ ستر ہزار افراد مدینہ سے حج میں شرکت کرنے کے لئے مکہ روانہ ہوئے تھے اور لبیک کہنے والے مدینہ سے مکہ تک متصل ہوچکے تھے۔

رسول اللہؐ مدینہ سے روانہ ہونے والے حجاج کے ہمراہ 10 دن کے بعد مکہ پہنچے۔
امیرالمؤمنین(ع) جو دعوت اسلام اور خمس و زکٰوۃ اور جزیہ وصول کرنے کے لئے نجران اور یمن گئے تھے یمن کے بارہ ہزار مسلمانوں کے لئے حج بجا لانے کے لئے مکہ پہنچے۔
امام علی(ع)، ـ جو ایک جماعت کے ساتھ یمن سے آئے تھے ـ مکہ میں رسول اللہؐ سے آملے۔[8]۔[9]
مناسک حج کی تعلیم
میقات میں آپؐ نے لوگوں کو آدابِ احرام سکھائے۔ آپؐ نے ابتداء میں غسل کیا اور حج قِران کے لئے احرام باندھا۔[10]۔[11]

آپؐ کا احرام یمن کے بنے ہوئے سوتی کپڑے کے دو ان سلے ٹکڑوں پر مشتمل تھا جس میں وصال کے بعد آپ کو کفن دیا گیا،[12]

اس کے بعد آپؐ نے نماز ظہر مسجد شجرہ میں ادا کی[13] اور اس کے بعد اس اونٹ کی کوہان پر ایک نشان لگایا جو آپؐ قربانی کے لئے اپنے ساتھ مکہ لے جارہے تھے۔[14]۔[15]
بعد میں ان مقامات پر مسلمانوں نے کئی مساجد تعمیر کیں جہاں رسول اللہؐ نے نماز ادا کی تھی یا آرام کے لئے ٹہرے تھے۔[16]۔[17]
رسول اللہؐ نے مکہ کے قریب "ذی طُوٰی"، کے مقام پر ایک رات آرام کیا[18] اور چار ذوالحجۃ الحرام کی شام کو مکہ

پہنچے۔[19]

اعمال حج

طواف اور نماز

طواف

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ

ترجمہ: پھر وہ اپنے جسم کی کثافت دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔
سورہ حج، آیت 29۔
اگلے روز رسول اکرمؐ باب بنی شیبہ سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے[20]۔[21] اور کعبہ کی طرف چلے گئے اور حجر الأسود پر ہاتھ پھیرا (اور اصطلاحاً استلام حجر کا عمل انجام دیا) اور اس کے بعد کعبہ کا طواف کیا۔[22] پیغمبر اکرمؐ نے اونٹ پر سوار ہوکر طواف کیا۔[23]

اور طواف کے آخر میں حجر الأسود پر ہاتھ پھیرا[24] اور اس کا بوسہ لیا اور طویل مدت تک گریہ کیا،[25] اس کے بعد مقام ابراہیم کی پشت پر دو رکعت نماز طواف ادا کی۔[26]۔[27]

سعی

صفا اور مروہ

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا  وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

ترجمہ: بلاشبہ صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ بجا لائے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ وہ ان دونوں کا چکر لگا لے اور جو شوق و رغبت کے ساتھ کچھ نیکی کرے تو اللہ قدر دان ہے، جاننے والا۔ سورہ بقرہ آیت 158۔
نماز کے بعد آپؐ نے زمزم کے کنویں سے پانی پیا اور کوہ صفا کی طرف گئے[28]۔[29] اور فرمایا کہ چونکہ خداوند متعال نے پہلے صفا کا ذکر کیا ہے[30] ہم صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا آغاز صفا سے کرتے ہیں۔[31][32] کوہ صفا پر مستقر ہوئے تو کعبہ کے رکن یمانی کی طرف رخ کیا اور کافی دیر تک ذکر و ثنائے پروردگار میں مصروف رہے،[33] اور اس کے بعد صفا سے مروہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ راستہ رمل کرکے اور ؀دلکی چال) چلے[34] مروہ پہنچے تو رکے اور دعا پڑھی۔[35] ظاہراً آپؐ نے یہ راستہ سوار ہوکر طے کیا ہے۔[36]۔[37]
مِنٰی و عرفات کی طرف روانگی
آٹھ ذوالحجہ کو غروب آفتاب کے وقت رسول اکرمؐ مسلمانوں کے ساتھ مِنٰی کی طرف روانہ ہوئے اور رات وہیں بسر کی اور نو ذوالحجہ کی صبح عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ قافلہ عرفات کے قریب نَمِرَہ (وادی عُرَنہ) کے مقام پر
پہنچا، اور وہیں رکا اور مسلمانوں نے خیمے نصب کئے اور رسول خداؐ نے اپنا تاریخی خطبہ یہیں دیا؛ رسول خداؐ کا قافلہ اس کے بعد عرفات پہنچا اور وہیں توقف کیا اور غروب آفتاب تک ذکر الہی اور دعا میں مصروف رہا۔[38]۔[39]۔[40]۔[41]۔[42]
ایک روایت کے مطابق امام صادق(ع)، عید غدیر، یعنی اٹھارہ ذوالحجہ، جمعہ کا دن تھا۔[43] اس روایت کے

مطابق عرفات میں آپؐ کے وقوف کی تاریخ نو ذوالحجۃ الحرام تھی؛ لیکن اہل سنّت مورخ سیوطی نے خلیفہ دوم سے نقل کیا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر وقوف عرفات جمعہ کے دن تھا۔ [44] الزحیلی نے بھی لکھا ہے کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ جس عرفہ کے روز نبیؐ نے عرفات میں وقوف کیا، وہ روز جمعہ تھا۔[45]

مشعر (مزدلفہ) میں وقوف

عرفات و مشعر (مزدلفہ)

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ

ترجمہ: جب عرفات سے روانہ ہو تو مشعر الحرام کے حدود میں اللہ کو یاد کرو اور اس کے ذکر میں مشغول ہو جس طرح وہ تمہیں راہ پرلایا، حالانکہ تم اس کے پہلے بہکے ہوؤں میں تھے۔ سورہ بقرہ، آیت 198۔

غروب آفتاب کے وقت رسول اکرمؐ اونٹ پر سوار ہوئے اور مزدلفہ (مشعرالحرام) کی طرف روانہ ہوئے[46]۔[47]۔[48] اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ عرفات سے مشعرالحرام تک کا راستہ آہستگی سے طے کریں۔[49]۔[50] حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ|حضرت محمدؐ]] نے مشعرالحرام کے مناسب مقام پر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کیں[51] اور تھوڑا سا آرام کیا۔ سحر کے وقت عبادت اور ذکر پروردگار میں مصروف ہوئے جو موسم حج کے لئے اللہ کے مؤکد احکام میں سے ہے۔[52]

کنکریاں پھینکنا

طلوع آفتاب کے ساتھ ہی آپؐ منٰی کی طرف روانہ ہوئے اور سیدھے بڑے شیطان گئے اور اس کی طرف سات کنکریاں پھینک دیں۔[53]۔[54]۔[55]

قربانی

رسول اللہؐ اس کے بعد قربانگاہ (مسلخ) تشریف لے گئے اور اس اونٹ کی قربانی دی جو آپؐ مدینہ سے ساتھ لائے تھے[56]، تیس سے زائد اونٹ حضرت علی(ع) کو دیئے کہ اپنی طرف سے قربان کردیں اور خود 60 سے زائد اونٹوں کی قربانی دی۔ ان دونوں نے اپنی قربانی کا تھوڑا سا گوشت خود تناول فرمایا اور باقی گوشت بطور صدقہ دیا۔[57]۔[58]۔[59]

اس کے بعد آپؐ نے عبداللہ بن حراثہ (یا حارثہ) سے اپنے سر مبارک کے بال منڈوائے[60]۔[61] اور آپؐ اپنے ذاتی فرائض انجام دینے اور اعمال حج کے بارے میں لوگوں کے سوالات کا جواب دینے کے بعد،[62] مکہ تشریف فرما ہوئے اور کعبہ کا طواف کیا اور نماز ظہر مسجد الحرام میں ادا کی،[63]۔[64] اور اس کے بعد منٰی کی طرف پلٹ گئے اور تیسرے دن تک (ایام تشریق کے دوران) وہیں قیام کیا اور رمیِ جمرہ کے بعد منٰی سے خارج ہوئے۔[65]

رسول اللہؐ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد حج تمتع ۔ جو عمرہ اور حج پر مشتمل ہے ۔ کے احکام مسلمانوں کے سکھا دیئے۔ جبکہ اس وقت تک مسلمان احکام حج میں صرف حج اِفراد اور حجِ قِران سے واقف تھے اور ایام حج میں عمرہ کو ناجائز سمجھتے تھے، اسی بنا پر "بعض مسلمانوں" نے اس حکم کو "بمشکل" قبول کیا![66]۔[67]

اس سفر کی خصوصیات

خطبہ خیف

رسول اللہؐ نے فرمایا:

رسولُ اللّه ِ صلى الله عليه و آله :نَضَّرَ اللّه ُ عَبْدا سَمِعَ مَقالَتي فَوَعاها ، ثُمَّ بَلّغَها عَنّي ، فرُبَّ حامِلِ فِقهٍ غيرُ فَقيهٍ، و رُبَّ حامِلِ فِقهٍ إلى مَن هُو أفْقَهُ مِنهُ

ترجمہ: خدا مدد کرے اس کی جو میری باتیں سن کر یاد رکھے اور ان لوگوں کو بھی سنائے جنہوں نے نہیں سنیں؛ کتنے ہیں وہ جو [فقہ]] کے حامل ہیں لیکن خود فقیہ نہیں ہیں؛ کتنے ہیں وہ جو فقہ کے حامل ہیں اور اس کو ایسے لوگوں کی طرف لے کر جاتے ہیں جو ان فقیہ تر ہیں۔

کلینی، الکافی، ج1 ص403 و 403۔

رسول اللہؐ نے مکہ میں داخلے سے آٹھ ذوالحجہ تک کسی گھر میں قیام نہیں کیا بلکہ مکہ کے باہر اَبْطَح (بَطحاء) کے مقام پر ایک خیمے میں قیام پذیر رہے۔[68]۔[69]

اس سفر میں رسول اللہؐ نے یمن کے بنے ہوئے کپڑوں کا پردہ بنا کر کعبہ پر لٹکایا۔[70]۔[71][72]۔[73]

خطبہ خیف

رسول اللہؐ نے فرمایا:

عنه صلى الله عليه و آله : ثلاثٌ لا يَغِلُّ عَلَيهِنَّ قَلبُ امْرِيٍ مُسلمٍ : إخْلاصُ العَمَلِ للّه ِ ، و النَّصيحَةُ لأئمَّةِ المُسلمينَ ، و اللُّزومُ لجَماعَتِهِم .حديث

ترجمہ: تین چیزیں ہیں جو مسلمان شخص کا دل ان کی نسبت خیانت نہیں کرتا۔

1۔ عمل کو اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے انجام دینا اور تمام امور میں توحید و یکتا پرستی کو مقدم رکھنا،

2۔ ائمۂ مسلمین کی خیرخواہی کرنا، ان سے تعلق استوار رکھنا، انہیں اپنے ساتھ شریک کرنا، واقعات کی صحیح خبر رسانی کرنا، مکمل راہنمائی لینا اور راہنمائی پر درست عمل کرنا،

3۔ مؤمنین کے ساتھ ہمہ جہت اتحاد کا تحفظ کرنا، ان کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔

کلینی، الکافی، ج1 ص403 و 403۔

رسول اللہؐ نے اہلیان مکہ اور وہاں کے مجاورین کو ہدایت دی کہ مَطاف، حجرالأسود، مقام ابراہیم(ع)، نیز نماز جماعت کی صف اول کو 10 ذوالقعدہ سے [ایام حج کے اخر تک] حجاج کے لئے مختص کیا کریں۔[74]

رسول اللہؐ نے اپنے سابقین (مؤمنین) کی مانند حجاج کو اطعام کیا اور کھانا کھلایا۔[75]

مروی ہے کہ منٰی کے مقام پر واقع مسجد خیف میں بھی رسول اللہؐ میں بھی ایک مختصر سا خطبہ دیا۔[76]۔[77]۔[78]

مسجد خیف میں رسول اللہؐ کے اہم نکات:[79]

خدا مدد کرے اس کی جو :

میری باتیں سن کر یاد رکھیں،

میری باتیں ان تک پہنچائیں جنہوں نے میرا کلام نہیں سنا۔

کتنے زیادہ ہیں وہ فقیہ جو فقہ کے حامل ہیں مگر اور ان لوگوں کو بھی سنائے جنہوں نے نہیں سنیں؛ کتنے ہیں وہ جو [فقہ]] کے حامل ہیں لیکن خود فقیہ نہیں ہیں؛ اور

کتنے زیادہ ہیں وہ جو فقہ اور سمجھ بوجھ لے کر ان کو سناتے ہیں اور سکھانے کی کوشش کرتے ہیں جو ان سے

کہیں زیادہ بڑے فقیہ ہیں!!
تین چیزیں ایسی ہیں:
عمل کو اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے انجام دینا اور تمام امور میں توحید و یکتا پرستی کو مقدم رکھنا،
ائمۂ مسلمین کی خیرخواہی کرنا، ان سے تعلق استوار رکھنا، انہیں اپنے ساتھ شریک کرنا، انہیں واقعات کی صحیح خبر رسانی کرنا، مکمل راہنمائی لینا اور راہنمائی پر درست عمل کرنا،
مؤمنین کے ساتھ ہمہ جہت اتحاد کا تحفظ کرنا، ان کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔
رسول اللہؐ نے مکہ سے مدینہ پلٹتے وقت غدیر خم کے مقام پر ولایت امیرالمؤمنین(ع) کا اعلان کیا جس کے بعد اصحاب نے امیرالمؤمنین(ع) کے ہاتھ پر مسلمانوں کے ولی اور حاکم و سرپرست کے عنوان سے بیعت کی۔
حج سے واپسی
13 ذوالحجہ سنہ 10 ہجری کو اعمال و مراسمات حج مکمل ہونے کے بعد رسول اکرمؐ ظہر سے قبل منٰی سے مکہ واپس پلٹ گئے اور ابطح کے مقام پر خیمہ لگایا[80]۔[81] اور مسلمانوں کو مناسک و اعمال حج بجا لانے کے بعد اپنے گھر بار اور وطن کی طرف واپسی میں عجلت کریں[82]۔[83]۔[84] اور خود بھی 14 ذوالحجہ کو فجر سے قبل مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔[85]
غدیر خم کے مقام اعلان ولایت
رسول خداؐ کا سفر حج میں اٹھائیس سے تیس دن تک کا عرصہ لگا۔ آیت اکمال دین[86] ان آیات میں سے ایک ہے جو قطعی طور پر حجۃالوداع کے دوران نازل ہوئی ہیں۔[87]
اٹھارہ ذوالحجہ کو جُحْفہ کے قریب غدیر خُم کے مقام پر پہنچے؛ وہاں رسول اکرمؐ نے اللہ کے فرمان پر[88] امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کو اپنے جانشین کے طور پر مقرر کیا۔[89]۔[90]
براء بن عازب کہتے ہیں: میں حجۃ الوداع کے سفر میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا؛ جب ہم [[غدیر خم کے مقام پر پہنچے؛ آپؐ کے حکم پر اس علاقے کو صاف کیا گیا اور پھر علی(ع) کو اپنی دائیں جانب قرار دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے کہا: کیا میں تمہارا صاحب اختیار نہیں ہوں؟

سب نے جواب دیا؛ کیوں نہیں! ہمارا پورا آختیار آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور آپؐ نے امام علی(ع) کا ہاتھ اوپر کو اٹھا کر فرمایا: میں جس کا مولا ہوں یہ علی(ع) اس کے مولا ہیں۔

خداوندا!

علی کے دوست کو دوست رکھ اور ان کے دشمن کو دشمن رکھ ... پس عمر بن خطاب نے امام علی(ع) سے کہا:

اے علی! یہ منصب آپ کو مبارک ہو کیونکہ تم میرے اور تمام مؤمنین کے مولا ہوئے۔[91]۔[92]۔[93]۔[94] بحرانی نے اہل سنت کے 89 مآخذ اور اہل تشیع کے 43 مآخذ سے ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔ [95]
بعدازاں قافلہ مدینہ کی جانب روانہ ہوا اور احتمالا 24 ذوالحجہ کو مدینہ پہنچا۔[96] ذوالحجہ کے آخری ایام میں آپہ مدینہ میں تھے۔[97]
حاجیوں کی تعداد
اس سفر میں حاجیوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، اس بنا پر ایک لاکھ بیس ہزار سے ایک لاکھ پچاس ہزار تک ذکر کیا گیا ہے جن میں سے اکثر پیدل اس سفر پر آئے تھے۔ [98]۔

لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ اس سفر میں پچاس ہزار سے زیادہ حجاج نے شرکت نہیں کی تھی۔[99]

حوالہ جات


رجوع کریں: کلینی، ج 4، ص 245۔248۔
2. سورہ حج آیت 27۔
3. نیز رجوع کریں: طوسی، تہذیب‌الاحکام، ج5،ص454؛ واقدی، ج3، ص1089؛ ابن سعد کا کہنا ہے کہ ذوالقعدہ میں پانچ دن باقی تھے: طبقات، ج2، ص:173۔
4. بخاری، ج2، ص147۔
5. ابوداوود، سنن، ج2، ص375۔
6. بیہقی، سنن، ج 7، ص 83۔
7. کلینی، الکافی، ج 4، ص 248۔249۔
8. مسلم‌بن حجاج، ج1 ص888۔
9. کلینی، ج 4، ص 246۔
10. کلینی، ج 4، ص 245۔
11. مجلسی، بحار الانوار، ج17، ص111۔
12. کلینی، ج 4، ص 339۔
13. کلینی، ج4، ص248۔249
14. واقدی، ج 3، ص1090۔
15. فیروزآبادی، سفرالسعادۃ، ص70۔
16. رجوع کریں: مرجانی، ص280۔290۔۔
17. سمہودی، ج3، ص1001۔1020۔
18. مسلم‌بن حجاج، الصحیح، ج 1، ص 919۔
19. کلینی، ج 4، ص 245
20. واقدی، ج3، ص1097۔
21. کلینی، ج4، ص250۔
22. کلینی، ج4، ص 245
23. واثقی، حجۃالوداع کما رواہا اہل‌البیت، ص 106۔110۔
24. کلینی، ج4، ص 245
25. ابن‌ماجہ، سنن، ج 2، ص 982۔
26. مسلم‌بن حجاج، ج 1، ص 887۔
27. کلینی، ج 4، ص 245، 249۔ 250۔
28. کلینی، ج4، ص250۔
29. ابو منصور حسن بن زین الدین عاملي (ابن شہید ثانی)، ج3، ص260۔
30. رجوع کریں: سورہ بقرہ آیت 158۔

31. مسلم‌بن حجاج، ج 1، ص 888۔
32. کلینی، ج4، ص245۔
33. کلینی، ج 4، ص 246۔
34. رجوع کریں: مسلم‌بن حجاج، ج 1، ص 888۔
35. کلینی، ج 4، ص 246۔
36. رجوع کریں: واقدی، ج3، ص1099۔
37. واثقی، ص133۔ 135۔
38. مسلم‌بن حجاج، ج 1، ص 889۔890۔
39. نیز رجوع کریں: کلینی، ج 4، ص 246۔ 247۔
40. نعمان‌بن محمد قاضی‌نعمان، دعائم‌الاسلام و ذکرالحلال و الحرام و القضایا و الاحکام، ج 1، ص 319۔
41. خطبے کی اہمیت اور مضامین سے آگہی کے لئے رجوع کریں: مسلم‌بن حجاج، صحیح مسلم، ج 1، ص 889۔890۔
42. واثقی، حجۃالوداع کما رواہا اہل‌البیت، ص 176۔191۔
43. رجوع کریں: ابن بابویہ، کتاب الخصال، 1362ہجری شمسی، ج 2، ص 394۔
44. سیوطی درالمنثور، ج3، ص19
45. وہبۃ الزحیلي، الفقہ الاسلامی وادلّتہ ، ج3، ص213۔
46. مسلم‌بن حجاج، ج 1، ص 890۔ 891۔
47. کلینی، ج 4، ص 247۔
48. بیہقی، السنن الکبری، ج7، ص260۔
49. کلینی، ج4، ص247۔
50. طوسی، ج5، ص187۔
51. طوسی، ج5، ص188۔
52. واثقی، ص 211۔216
53. مسلم‌بن حجاج، ج1، ص891۔892۔
54. قاضی نعمان، ج1، ص 322۔323۔
55. نوری، ج10، ص67۔
56. کلینی، ج4، ص248۔
57. مسلم‌بن حجاج، ج 1، ص 892۔
58. کلینی، ج4، ص247۔
59. طوسی، ج5، ص227۔
60. کلینی، ج 4، ص250۔
61. طوسی، ج5، ص 458۔
62. رجوع کریں: قاضی نعمان، ج 1، ص330۔
63. مسلم‌بن حجاج، ج 1، ص 892۔

64. کلینی، ج 4، ص 248.
65. کلینی، ج 4، ص 248.
66. مسلم‌بن حجاج، ج 1، ص 888ـ889.
67. کلینی، ج 4، ص 246.
68. واقدی ،ج3، ص1099.
69. کلینی، ج 4، ص 246.
70. واقدی، ج 3، ص1100.
71. ازرقی، ج1، ص253.
72. مسعودی، ص276.
73. فاسی، شِفاء الغَرام بأخبار البلد الحرام، ج 1، ص230.
74. متقی، ج3، جزء5، ص22.
75. ابن فهد، اتحاف الوری باخبار ام‌القری، ج 1، ص 567.
76. کلینی، ج 1، ص403ـ404.
77. ابن‌ماجه، ج1، ص84ـ85..
78. یعقوبی، ج 2، ص 102..
79. کلینی، الکافی ج1 ص403-404.
80. واقدی، ج 3، ص 1099ـ1100.
81. کلینی، ج 1، ص403ـ404.
82. دارقطنی، ج 1، جزء2، ص 300.
83. حاکم نیشابوری، ج 1، ص 477.
84. متقی هندیو کنزالعمال، ج3، جزء5، ص11.
85. ابن‌ابی‌شیبه، ج 4، ص 496.
86. رجوع کریں سوره مائده آیت 3 (آیت اکمال دین و اتمام نعمت).
87. عیاشی؛ بحرانی؛ طباطبائی، ذیل آیه
88. رجوع کریں: سوره مائده آیت 67 (آیت تبلیغ).
89. رجوع کریں: ابن‌مغازلی، ص 16ـ18.
90. امینی، ج 1، ص 508ـ541.
91. ابن کثیر، البدایة والنهایة، ج5، ص208 و ج7، ص 346.
92. ذخائر العقبی، محب الدین طبری ط قاهره، 1356، ص67.
93. ابن صباغ، فصول المهمة، ج2 ص23.
94. نسائی، خصائص، ط نجف، سال 1369 هجری ص31.
95. بحرانی، کتاب غایة المرام، ص 79.
96. واثقی، ص 335.
97. رجوع کریں: ابن‌هشام، السیره، ج 4، ص 253.

98. ابن‌بابویہ، 1414، ج 2، ص 295، طوسی، ج 5، ص 11، سبط ابن‌جوزی، ص 37، پانویس 1، کردی، ج 1، جزء2، ص 229، امینی، ج 1، ص 32۔

99. واثقی، ص 337ـ342

مآخذ


- قرآن کریم۔ ترجمہ: سید علی نقی نقوی (لکھنوی)
- ابن ابی‌شیبہ، المصنَّف فی الاحادیث و الآثار، بیروت 1414ہجری۔
- ابن‌بابویہ، کتاب الخصال، چاپ علی‌اکبر غفاری، قم 1362ہجری شمسی۔
- ہمو، کتاب مَن لایحضُرُہ‌الفقیہ، چاپ علی‌اکبر غفاری، قم 1414ہجری۔
- ابن‌سعد، الطبقات الکبری (بیروت)۔
- ابو منصور حسن بن زین الدین عاملي (ابن شہید ثانی)، منتقی الجمان فی الاحادیث الصحاح و الحسان، چاپ علی‌اکبر غفاری، قم 1362ـ1365ہجری۔
- ابن‌فہد، اتحاف‌الوری باخبار ام‌القری، چاپ فہیم محمد شلتوت، مکہ ]1983ـ 1984عیسوی۔
- ابن‌ماجہ، سنن ابن‌ماجۃ، استانبول 1401ہجری/1981عیسوی۔
- ابن‌مغازلی، مناقب الامام علی‌بن‌ابی‌طالب علیہ‌السلام، چاپ محمدباقر بہبودی، بیروت 1403ہجری/1983عیسوی۔
- ابن‌ہشام،السیرۃالنبویۃ، چاپ مصطفی‌سقا، ابراہیم ابیاری، و عبدالحفیظ شلبی، قاہرہ 1355ہجری/1936عیسوی۔
- سلیمان‌بن‌اشعث ابوداوود، سنن‌ابی‌داود، استانبول1401ہجری/1981عیسوی۔
- محمدبن عبداللّہ‌ازرقی، اخبار مکۃ و ماجاء فیہامن‌الآثار، چاپ رشدی صالح‌ملحس، بیروت 1403 ہجری/1983، چاپ افست قم 1369ہجری شمسی۔
- عبدالحسین‌امینی، الغدیر فی الکتاب و السنۃ والادب، قم1416 ـ 1422ہجری/1995ـ2002عیسوی۔
- ہاشم‌بن‌سلیمان بحرانی،البرہان فی تفسیرالقرآن، چاپ محمودبن‌جعفر موسوی‌زرندی، تہران 1334ش، چاپ‌افست قم، بی‌تا۔
- محمدبن‌اسماعیل‌بخاری، صحیح البخاری ،]چاپ محمد ذہنی‌افندی، استانبول1401ہجری/1981عیسوی۔
- احمدبن‌حسین بیہقی، السنن الکبری، بیروت 1424ہجری/ 2003عیسوی۔
- محمدبن عبداللّہ حاکم نیشابوری، المستدرک علی‌الصحیحین، و بذیلہ التلخیص للحافظ الذہبی، بیروت: دارالمعرفۃ، بی‌تا۔
- علی‌بن‌عمر دارقطنی، سنن‌الدارقطنی، چاپ عبداللّہ ہاشم یمانی‌مدنی، مدینہ1386ہجری/1966عیسوی۔
- سبط ابن‌جوزی، تذکرۃ الخواص، بیروت 1401ہجری/1981عیسوی۔
- علی‌بن عبداللّہ سمہودی، وفاءالوفا بأخبار دارالمصطفی، چاپ محمد محیی‌الدین عبدالحمید، بیروت 1404ہجری/ 1984عیسوی۔

- سیوطی، تفسیر درالمنثور۔
- طباطبائی، تفسیر المیزان۔
- محمدبن حسن طوسی، تہذیب‌الاحکام، چاپ حسن موسوی خرسان، بیروت 1401ہجری/ 1981عیسوی۔
- محمدبن مسعود عیاشی، التفسیر، قم 1421ہجری۔
- محمدبن احمد فاسی، شِفاء الغَرام بأخبار البلدالحرام، چاپ ایمن فؤاد سید و مصطفی محمد ذہبی، مکہ 1999عیسوی۔
- محمد بن یعقوب فیروزآبادی، سفرالسعادۃ، بیروت1398ہجری/1978عیسوی۔
- نعمان‌بن محمد قاضی‌نعمان، دعائم‌الاسلام و ذکرالحلال و الحرام و القضایا و الاحکام، چاپ آصف‌بن علی‌اصغر فیضی، قاہرہ، 1963۔ 1965عیسوی چاپ افست، قم،بی‌تا۔
- محمدطاہر کردی،التاریخ‌القویم لمکۃ و بیت‌اللّہ الکریم، بیروت 1420ہجری/2000عیسوی۔
- کلینی، الکافی۔
- علی‌بن حسام‌الدین متقی، کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال، چاپ محمود عمر دمیاطی، بیروت 1419ہجری/ 1998عیسوی۔
- محمدباقربن محمدتقی مجلسی، مرآۃالعقول فی شرح اخبار آل‌الرسول، ج 17، چاپ محسن حسینی امینی، تہران 1365ہجری۔
- عبداللّہ‌بن عبدالملک مرجانی، بہجۃ النفوس و الاسرار فی تاریخ دارالہجرۃ المختار، چاپ محمد شوقی مکی، ریاض 1425ہجری۔
- مسعودی، تنبیہ۔
- مسلم‌بن حجاج، صحیح مسلم، چاپ محمدفؤاد عبدالباقی، استانبول 1401 ہجری/1981عیسوی۔
- حسین‌بن محمدتقی نوری، مستدرك الوسائل و مستنبط‌المسائل، قم 1407۔1408ہجری۔
- حسین واثقی، حجۃالوداع کما رواہا اہل‌البیت، قم 1425ہجری۔
- محمدبن عمر واقدی، کتاب‌المغازی، چاپ مارسدن جونز، لندن 1966عیسوی۔
- یعقوبی، تاریخ۔
- ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى, محب الدين أحمد بن عبد الله الطبري (المتوفى: 694ہ)
- وہبۃ الزحیلي، الفقہ الإسلامي وأدلتہ۔
- البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر إسماعیل بن عمر الدمشقي المتوفى سنۃ 774ہ۔
- أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائي، السنن: الخصائص۔
- ابن صباغ مالکی ، شیخ نورالدین علی بن محمد، فصول المہمۃ۔ ط نجف، سال 1369 ہجری۔
- بَحرانی، سید ہاشم بن سلیمان، غایہ المرام و حجہ الخصام فی تعیین الامام من طریق الخاص و العام۔